تلخیص وترجمہ

ہندوستان کا زراعتی ارتقاء

(۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۹ء کے دوران میں)

یہ مقالہ ایشیائک سوسائٹی لنڈن کے ایک جلسہ منعقدہ جنوری ۱۹۴۲ء میں سر برٹ وائس چیرمین "امپیریل کونسل آف اگریکلچر ریسرچ ان انڈیا" نے پڑھا تھا، ہم اس کی تلخیص ایشیائک ریویو لنڈن اپریل ۱۹۴۲ء کے توسط سے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۹ء کے دوران میں عالمگیر معاشی کسادبازاری کی وجہ سے دوسرے ملکوں کی طرح ہندوستان کی زراعت کو بھی وقت کے تقاضوں کا ساتھ دینا پڑا، اس زمانہ میں یہاں کی صنعت وحرفت کو کافی فروغ ہوا اس کا طبعی اثر یہ ہوا کہ خام اشیاء کی طلب بڑھ گئی، اور بہتر سے بہتر خام مال پیدا کرنے کی خواہش پیدا ہوگئی، دوسری طرف آبادی کی روزافزوں زیادتی اور معیارِ زندگی کے بلند ہوجانے کی وجہ سے نکاسی کی مزید گنجائش نکل آئی اور اشیاء کی طلب میں اضافہ ہوگیا، دنیا کی کسادبازاری کی وجہ سے گندم وغیرہ کی برآمد ممالکِ غیر میں قریباً بند ہوگئی، دائرۂ عمل کی اس تنگنائی سے ہندوستان میں پیداوار کا ذخیرہ بہت کافی جمع ہوگیا۔

شاہی کمیشن کی زراعتی رپورٹ نہ صرف ماہرینِ فن کا ایک عمیق ذہنی مطالعہ ہے، بلکہ وہ زراعت کی ترقی کی امکانی صورتوں اور ان کے لئے ضروری وسائل کی طرف بھی رہنمائی کرتی ہے، اس لحاظ سے وہ حکام اور زراعتی افسروں دونوں کے لئے مساویانہ حیثیت سے قابل قدر چیز ہے۔ کمیشن کے بیان کے مطابق سائنٹفک طریقوں کا عمل میں لانا ہندوستانی زراعت کے لئے نہایت سودمند ثابت ہوا

اور اس میں شبہ نہیں کہ لارڈ کرزن کے قائم کئے ہوئے زراعتی اور بیطاری یا علاج حیوانات کے محکموں کا ہندوستان کی زراعت کے ارتقا میں بہت بڑا حصہ ہے، اس کمیشن نے واضح الفاظ میں اس کا اعتراف کیا کہ ہندوستان ابھی زراعتی ترقی کے لحاظ سے ابتدائی مرحلہ میں ہے، اس کے لئے وسیع پیمانہ پر ایک اجتماعی کوشش کی سخت ضرورت ہے، اس نے فراخدلی سے اس کا بھی اقرار کیا کہ ہندوستان کے وزرائے زراعت پہلے سے بہت سے ان نتائج پر پہنچ چکے تھے جن پر کمیشن بعد میں پہنچا ہے۔ اور انھیں عملی شکل دینے کے لئے اکثر نے زائد فنڈ بھی حاصل کر لیا تھا اور اپنے محکموں کو اپنی قانون ساز مجلسوں کے تعاون سے کافی وسعت دیدی تھی، حکومتِ ہند کے لئے یہ چیز نہایت حوصلہ افزا ثابت ہوئی کہ جب ہندوستان کی زراعتی ترقی کا سوال اٹھا تو مختلف سیاسی پارٹیوں نے ہمیشہ اس کا ساتھ دیا۔

کمیشن کی یہ رپورٹ ۴۶۹ سفارشوں پر مشتمل ہے، ہم ان سفارشات کو نہایت اختصار کے ساتھ بارہ ضمنی عنوانوں کے ماتحت بیان کریں گے۔ اختصار کی وجہ سے بہت سی وہ سفارشات جن کا تعلق آبپاشی، جنگلات، صنعت و حرفت، تعلیمات، نقل و حمل اور زراعت کی آمدنی سے تھا نظر انداز کرنا پڑیں۔

۱۹۲۹ء۔ ۱۹۳۹ء کے درمیان میں زراعت اور بیطاری کے محکموں اور ان کے فنڈوں میں نمایاں ترقی ہوئی۔ ۱۹۲۸ء۔ ۱۹۲۹ء میں ان مدوں میں ایک ملین[۱] پونڈ سے زیادہ نہ تھے مگر ۱۹۳۷ء۔ ۱۹۳۸ء میں میزان قریب قریب ایک کروڑ اسی لاکھ پونڈ تک پہنچ گئی تھی، اس میں "امپیریل کونسل آف اگریکلچر ریسرچ" کا منظور شدہ مصرف بھی داخل ہے جو قریباً پندرہ لاکھ پونڈ تھا۔

اس اثنا میں مختلف کمیٹیوں کے مصارف میں بھی کافی اضافہ ہوا جو ان کی ترقی کی دلیل ہے

---

[۱] ایک ملین ۱۰ لاکھ، ایک پونڈ تیرہ روپیہ پانچ آنے چار پائی۔

ان میں قابل ذکر انڈین سنٹرل کاٹن کمیٹی، انڈین سنٹرل جیوٹ کمیٹی، انڈین سنٹرل لاک سیس کمیٹی[1]، اور انڈین کافی سیس کمیٹی[1]، نمایاں درجہ رکھتی ہیں، ان کے اخراجات کے صحیح اعداد و شمار اس وقت موجود نہیں ہیں، ان فنڈوں میں ہندوستانی ریاستوں کی طرف سے نمایاں حصہ لیا گیا۔ ۳۸-۱۹۳۷ء سے ۱۹۳۹ء میں سات ریاستوں کی طرف سے ایک لاکھ پچانوے ہزار پونڈ کی رقم وصول ہو چکی تھی، ہندوستان کی زراعت، بیطاری اور دوسری قسم کی فلاح وبہبود کی تحقیقات کا سالانہ مصرف اس وقت بیس لاکھ پونڈ سے بھی بڑھ گیا ہے، بظاہر یہ ایک بڑی رقم ہے مگر آبادی کے لحاظ سے فی کس چار پائی سے بھی کم ہے! اس دوران میں کارکنوں کی تعداد میں بھی کافی اضافہ ہوا، ان کی ٹھیک تعداد صوبائی نظام کی تبدیلیوں کی وجہ سے اس وقت پیش نہیں کی جا سکتی، تاہم اتنا بتلایا جا سکتا ہے کہ زراعتی کالج کے اسٹاف اور ریسرچ کے شعبوں میں ۳۸-۱۹۳۷ء کے درمیان ایک ہزار تیس اشخاص موجود تھے۔ پچھلے دس برسوں میں ان کی تعداد پانچسو تین سے زیادہ نہ تھی، اضلاع کا عملہ جو زراعتی فلاح و ترقی میں عملی حیثیت سے منہمک ہے، اس کی تعداد ۲۱۲۱ اور ۲۶۹۸ کے بین بین ہے یہ اعداد و شمار تمام درجوں کے زراعتی کارکنوں پر حاوی نہیں ہیں، بیطاری کے محکموں کے اعداد و شمار نظام کی تبدیلی کی وجہ سے دستیاب نہ ہو سکے۔

امپیریل کونسل آف اگریکلچر ریسرچ اس کونسل کی مجلس انتظامی کے عناصر میں صوبوں کے وزرائے زراعت، مرکزی اسمبلی کے نمائندے، محکمۂ تجارت کے نام زدہ اشخاص، اور ہندوستانی ریاستوں کے نمائندے داخل ہیں، یہ مجلس پالیسی کا فیصلہ کرتی ہے اور سرمایہ پر بھی اسی کا اختیار ہے، اس کا پریزیڈنٹ وائسرائے کی کونسل کا ایک ممبر ہے، جس کے ماتحت زراعت کا محکمہ ہے، وائس چیرمین داخلی طور سے کونسل کا سب سے بڑا افسر ہوتا ہے وہ اپنا پورا وقت صرف کرتا ہے اور کونسل کا نظم و نسق اسی کے اشارہ سے گردش کرتا ہے۔

کونسل کا مشاورتی بورڈ، جو اس کے سائنٹفک پہلوؤں پر نظر رکھتا ہے، اس میں صوبوں کے زراعتی

---

[1] یہ کمپنیاں لاکھ اور کافی کی دیکھ بھال کرتی ہیں اور بڑی حد تک انھیں کے محصول پر قائم ہیں۔

اور بیطاری محکموں کے نمائندے، یونیورسٹیوں کے ممتاز افراد، حکومت ہند کا ہیلتھ کمشنر اور چند خارجی اشخاص داخل ہیں جو غیر معمولی فنی مہارت کی وجہ سے نامزد کئے جاتے ہیں، یہ بورڈ ہر قسم کی تحقیقات اور ان کا عملی تجربہ کرنے کی سفارش کرتا ہے اور براہ راست خود بھی اس میں عملی حصہ لیتا ہے!

اس کونسل کی خوش قسمتی سے نظام حیدرآباد کی حکومت نے اس کی سرگرمیوں میں عملی حصہ لیا، اور اسے ایک معتد بہ رقم دی ۱۹۳۹ء تک حیدرآباد، میسور، بڑودہ، ٹراونکور، کوچین، بھوپال اور کشمیر کے نمائندے کونسل سے اشتراک عمل کر چکے تھے ان کے سوا اور بہت سی ہندوستانی ریاستوں نے بھی اس کی غیر معمولی جدوجہد میں عملی شرکت کی، اس کا اعتراف ضروری ہے کہ ہندوستانی یونیورسٹیوں کے سائنس کالجوں نے نمایاں طور سے کونسل کا ہاتھ بٹایا اور اپنی خصوصی تحقیقات سے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔

کونسل نے سمندر پار کے زراعتی تحقیقات کے اداروں سے بھی اتحاد عمل کیا، اس سے اسے زبردست فائدہ پہنچا، خصوصاً برطانوی اداروں سے بہت سی نئی نئی تحقیقات کا علم ہوا۔ امپیریل ایگریکلچر بیورو سے نہایت مفید معلومات، لٹریچر اور دوسری اہم چیزیں حاصل ہوئیں، ان روابط سے ریسرچ سکالروں کو دنیا کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ میں تحقیقات کا عملی تجربہ کرنے کا موقع ملا، اس کی وجہ سے ان کے تجربات اور زیادہ وسیع ہوئے۔

حکومت ہند کی طرف سے کونسل کو ۱۹۳۰ء سے مارچ ۱۹۳۹ء تک تقریباً ۸۰۷،۰۰۰ پونڈ کی رقم ملی، جس میں سے قریب قریب ۲۱۸،۰۰۰ پونڈ گنے اور گنے کی صنعت کے نشو و نما کے مطالعہ کے لئے مخصوص تھی، زائد فنڈ سے قریباً ۱۲۰،۰۰۰ پونڈ حاصل ہوئے، مرکزی حکومت نے کونسل کے ماہر زراعت اور دفتری عملہ کے مصارف کی مد میں ایک ملین پونڈ کے قریب دیئے۔ اس کونسل کی پالیسی ہمیشہ تعمیری رہی، تخریب سے اس نے اجتناب کیا۔ مقامی کوششوں میں اس نے کبھی رخنہ

نہیں ڈالا، بلکہ حتی الامکان انھیں سہارا دیا، ۱۹۳۹ء میں کونسل نے قریباً ایک سو تحقیقاتی اسکیموں کا تجربہ کرنے کے لئے تین سو ریسرچ افسروں اور ماہرین سائنس کو مختلف تنخواہیں دیکر مامور کیا، اس پر کتنی رقم صرف ہوئی، اس کی صحیح مقدار اس وقت نہیں بتائی جاسکتی۔ اتنا علم ضرور ہے کہ نو برسوں میں جو فنڈ اس مقصد کے لئے مخصوص کیا گیا تھا اس میں سے قریباً ۶۰۰۰۰۰ پونڈ چھبیس اہم خاکوں اور ان کے عملی تجربہ پر صرف ہوا ہے۔

روئی اور سن کمیشن نے مرکزی پنبہ کمیٹی کے کارناموں کی ستائش کی، یہ کمیٹی نہ صرف اپنے مصارف روئی کے محصول سے پوری کرتی رہی بلکہ اس نے روئی اور دوسری صنعتوں کے تحقیقاتی کاموں میں بھی برابر امداد دی، اس کی ترقی کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ اس کے مصارف ۱۹۳۸ء۔ ۱۹۳۹ء میں ۲۰۰۰۰ ۷ پونڈ تھے، اس کے مقابلہ میں پچھلے دس برسوں کے اخراجات صرف ۵۷۰۰۰ پونڈ تھے، یہ کمیٹی عملی تجربات پر رقم صرف کرتی ہے۔ صوبائی حکومتوں سے بھی اسے امداد ملتی رہی ہے، اس کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ جب حکومت کے عطیہ کی میعاد ختم ہونے کے بعد دوبارہ اس کی امداد جاری ہوئی تو اس کی مقدار پہلے سے ہمیشہ زیادہ رہی۔ ۱۹۲۹ء۔ ۱۹۳۷ء کے دوران میں اس کمیٹی نے اپنی علمی تحقیقات کے عملی تجربات کئے اور ان پر کافی روپیہ صرف کیا، اس سلسلہ میں اس نے اپنے صنعت وحرفت کے معمل یا تجربہ گاہ میں بہت توسیع کی۔ اس اثنا میں منڈیوں اور بیوپار کو وسعت دینے کی طرف بھی خصوصی توجہ کی گئی، نیز بدعنوانیوں کے انسداد کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا۔

کمیشن نے سفارش کی کہ مرکزی روئی کمیٹی کو سن کے کاروبار کی ترقی کے لئے قدم اٹھانا چاہئے اور اس غرض کے لئے مرکزی مالیات سے پانچ لاکھ روپیہ کی رقم کی منظوری بھی دلائی تھی، اگرچہ یہ رقم مختلف اسباب کی بنا پر ۱۹۳۶ء تک نہ ملی تھی، اس مقصد کے لئے کمیٹی کا سب سے پہلا جلسہ فروری ۱۹۳۷ء میں منعقد ہوا تھا، اس کے بعد ڈھاکہ میں سن وغیرہ کی زراعتی تحقیقات کے انتظامات کئے گئے تھے، اور سن کے ریشہ کے عملی تجربہ کے لئے ایک معمل تعمیر کیا گیا اور اس کے لئے ضروری آلات وسامان فراہم کیا گیا، جنوری ۱۹۳۹ء

میں لارڈ لنلتھگو نے اس کا باقاعدہ افتتاح کیا، گو عارضی طور سے اس سلسلہ میں تحقیقاتی کام اس سے قبل بھی ہوتا رہا تھا، انڈین جیوٹ ملز ایسوسی ایشن کے اتحاد عمل سے اس ادارہ کو بہت فائدہ پہنچا۔ اس ایسوسی ایشن کا اپنا ذاتی تحقیقاتی محکمہ قائم تھا جس میں ماہرین فن سن کی صنعت وحرفت کی ترقی کی اسکیمیں سوچتے تھے اور اوران کا عملی تجربہ کرتے تھے، ان دونوں اداروں نے اپنی اپنی تحقیقات اوران کے عملی تجربات کے نتائج سے باخبر کرنے کے لئے انتظامات کئے۔ یہ روابط مستقبل میں دونوں کے لئے سود مند ثابت ہوئے۔ اس دوران میں سن کی بڑھتی ہوئی پیداوار کی وجہ سے منڈیوں کا سوال سامنے آیا اور دونوں اداروں نے اسے بھی حل کرنے کی کوشش کی، حکومت ہند نے اس اثنا میں بعض مصلحتوں کی وجہ سے یہ فیصلہ کیا کہ کونسل کا وائس چیرمین سوئی اورسن کی مرکزی کمیٹیوں کا چیرمین ہوگا، اور کونسل کا ماہر زراعت جو حکومت ہند کے محکمۂ زراعت کا کمشنر بھی ہے۔ ان دونوں کے اندر ایک ممبر کی حیثیت سے کام کرے گا۔

بہار کا قیامت خیز زلزلہ ۱۹۳۴ء ہندوستان کی زراعت کے لئے ایک بہت بڑا حادثہ تھا، اس میں پوسا (بہار) کا زراعتی تحقیقات کا ادارہ برباد ہوگیا۔ اس کی بربادی کے بعد حکومت ہند نے پوسا میں اس کی دوبارہ تعمیر کی بہ نسبت اس کا قیام دہلی میں زیادہ موزوں خیال کیا اور اس کی عمارت وغیرہ کے لئے نئی دہلی سے تین میل فاصلہ پر ایک مناسب قطعۂ زمین تجویز کیا، آخر ۱۹۳۶ء تک اس کی عمارتیں پایۂ تکمیل کو پہنچ گئیں، اور باقی تحقیقاتی سامان پوسا سے اس جدید عمارت میں اٹھ آیا، اس وقت انتظامات میں بھی بہت سی اہم تبدیلیاں عمل میں آئیں، مرکزی مقام ہونے کی وجہ سے اس جگہ اس ادارہ کو دوسرے اداروں اور ماہرین سائنس سے تبادلہ خیالات اور افادہ واستفادہ میں بہت آسانیاں پیدا ہوگئیں ہیں۔ اس ادارہ کی زندگی کا مقصد زراعتی تحقیقات اور اس کے عملی تجربات ہے، اس لئے اس کی شبانہ روز فکر وکاوش کا موضوع صرف زراعت ہے۔ (باقی آئندہ)

ع ۔ ص